مقالات

جناب پروفیسر غلام نبی عارف
گورنمنٹ کالج باغبانپورہ لاہور

چین میں قرآنِ حکیم کی تعلیم

چین میں اسلامی فکر کی ابتداء زبانی تعلیم و تبلیغ سے ہوئی، علاوہ ازیں ہر مسجد میں ائمۂ مساجد طلباء کو قرآنِ حکیم پڑھاتے۔ زمانے کی رفتار کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کو ترقی ہوئی تو چینی مسلمانوں نے دینی نصابِ تعلیم کو باضابطہ مرتب کیا، اور طلباء صرف و نحو، بلاغت، علم کلام، تفسیر، حدیث و فقہ کے علوم پڑھنے لگے ـــــ تفاسیر میں جلالین اور بیضاوی شامل تھیں۔

بعض ائمہ نے قرآنِ مجید کی چند سورتوں کا مجموعہ "خاتمۃ القرآن" کے نام سے تیار کر رکھا تھا، جس میں قرآنِ حکیم کی متعدد چھوٹی بڑی سورتیں شامل تھیں۔

جب اسلام چین کے وسیع و عریض علاقوں میں پھیل گیا تو مسلمانانِ چین نے ایک اور مجموعہ نصابِ تعلیم میں شامل کیا، جو سورتوں کی بعض آیات پر مشتمل تھا۔

چین میں جب مساجد کی تعداد بڑھی، خصوصاً وہ مساجد جن میں نمازِ جمعہ کے اجتماعات ہوتے ہیں، تو کثیر تعداد میں قرآنِ حکیم کے نسخوں کی ضرورت لاحق ہوئی۔ چینی علماء و ائمہ نے قرآنِ کریم اور دوسری اسلامی کتابوں کے بہت سے نسخے اپنے ہاتھ سے لکھے۔ چینی طلباء بھی قرآنِ کریم اور اسلامی کتابیں اپنے ہاتھ سے لکھ لیتے اور انہی کی تعلیم حاصل کرتے۔ ان میں اسلامی تعلیمات حاصل کرنے کا اس درجہ شوق تھا کہ وہ اپنے گھروں سے ہی اپنا زادِ راہ اور متاعِ سفر ساتھ لے کر نکلتے، اور طویل مسافتیں طے کرتے ہوئے علماء کی مجالسِ درس میں پہنچتے، تاکہ وہ قرآنِ کریم اور دیگر دینی علوم کے سرچشموں سے علم کی تشنگی بجھا سکیں۔ قرآنِ حکیم کے بہت سے نسخے اب بھی بکین کی جامع مسجد میں موجود ہیں، جن کی کتابت ۱۳۱۸ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ چین کی ایک اسلامی تنظیم نے حال ہی میں ایک مجموعہ "خاتمۃ القرآن" کے نام سے شائع کیا ہے، اور وہ اس مخطوطہ کے عین مطابق ہے،

جس کی عمر دو سو سال ہے۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ سلیمان دودن شو (۱۸۲۸-۱۸۷۲ء) نے، جو چینیوں میں قومی بیداری کا عظیم ہیرو تھا اور جس نے اہلِ یونان کا بڑی پامردی سے مقابلہ کیا تھا، سب سے پہلے ۱۸۶۲ء میں قرآنِ حکیم طبع کرایا۔ ان کے بعد علامہ نورالحق یوان (۱۸۴۱ — ۱۹۰۳ء) نے قرآنِ مجید کی بعض سورتوں کو چینی ترجمہ کے ساتھ شائع کیا۔ یہ قرآنِ حکیم کے چینی ترجمہ کا دَور ہے!

بعض چینی علماء وائمہ نے اٹھارویں صدی کے نصف آخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں قرآنِ حکیم کے کچھ حصوں کا انتخاب کیا، اور چینی مسلمانوں کے لیے ان کا چینی زبان میں ترجمہ کیا۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، ان منتخب اجزاء (خاتمۃ القرآن) کی تعلیم کا چین میں عام رواج تھا۔ پھر علماء قرآنِ حکیم کے چینی تراجم کی طرف متوجہ ہوئے۔ چوں کہ چینی زبان آوازوں سے ترکیب پاتی ہے اور آوازوں کے زیروبم سے ہی معانی پیدا ہوتے ہیں، اس لیے علماء نے آوازوں کے اتار چڑھاؤ کے مطابق چینی زبان میں ترجمے کیے۔ تاکہ جو لوگ عربی زبان سے نابلد ہیں، وہ قرآنِ مجید کے ان صوتی تراجم کو کسی استاد کی مدد کے بغیر ہی سمجھ سکیں۔ یہ سلسلہ بہت کامیاب، اور نتیجہ خیز رہا اور قرآنِ حکیم کے کئی منتخب مجموعے خاتمۃ القرآن اور خاتمۃ الکتاب الحقیقی کے ناموں سے شائع کیے گئے۔ چینی زبان میں دورِ حاضر کا سب سے کامل مجموعہ "کتاب الفرقان" ہے، جو ۱۹۲۷ء کو بکین میں شائع ہوا۔ اس کا ترجمہ ایک غیر مسلم چینی نے کیا جو جاپانی زبان کا بھی ماہر تھا۔ اس نے اس کام میں قرآنِ مجید کے جاپانی مطبوعہ نسخے اور انگریزی ترجمہ سے مدد لی۔ جب سے اسلام چین کی سرزمین پر رونق افروز ہوا، اس وقت سے لے کر آج تک قرآنِ کریم کا چینی زبان میں کوئی ترجمہ اس قدر کامیاب نہیں ہوا، جس قدر یہ ہے۔ چنانچہ اسے سب سے معیاری ترجمہ گردانا جاتا ہے۔ اس کی کامیابی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ علماء اور ائمہ مساجد نے اس سے بھرپور استفادہ کیا اور یہی نسخہ ان کے استعمال میں زیادہ تر رہنے لگا۔ چی چیوی نے بیسویں صدی کی پہلی تین دہائیوں میں شنگھائی کے مقام پر علماء اور ائمہ مساجد کی ایک تنظیم قائم کی۔ ۱۹۲۱ء میں اس کے زیرِ سرپرستی قرآنِ مجید کا چینی زبان میں ایک ایڈیشن شائع ہوا۔

کچھ عرصہ بعد حاجی سعید الیاس چینونگ چیانگ نشامی نے بکین میں قرآنِ مجید کا ترجمہ کیا اور اس کی تفسیر لکھی۔ وہ اس ترجمہ و تفسیر کے کام میں مسلسل کئی سال تک مصروف رہا۔ حتیٰ کہ ۱۹۴۶ئ میں اس نے ایک جامع و مکمل ترجمہ و تفسیر قرآن شائع کی جو سابقہ قرآنی خدمات سے زیادہ کامیاب کوشش تھی۔ محمد مکین کے شائع کردہ ایڈیشن سے قبل سب چینی قرآن سمجھنے کی خاطر اسی ترجمہ و تفسیر کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ۱۹۴۲ء میں یوچین لیاؤ نے تشریح میں مزید تحقیقات کے ساتھ قرآنِ مجید کی تفسیر شائع کی — ۱۹۴۷ء میں ایک عظیم و صالح امام نے جن کا نام یانگ تشنگ مانگ ہے، قرآنِ کریم کے معانی قلمبند کیے۔

اسی طرح صوبہ تائیوان میں ایک چینی مسلمان "شی سی تشو" کی زیرِ نگرانی ترجمہ و تفسیر قرآنِ حکیم کا نسخہ شائع ہوا۔ ان تراجم و تفسیر کے علاوہ بھی بہت سے مسودے لکھے گئے، مگر وہ بعض مقامی ناموافق حالات و اسباب کی بناء پر زیورِ طبع سے محروم رہے۔ پھر شیچیانگ کے آزاد صوبہ میں وہاں کی مقامی زبان یگوری میں ترجمہ و تفسیر لکھی گئی۔ اس ترجمہ و تشریح کا اہتمام یوگوری شیوخ و علماء نے کیا تھا۔ اس میں زیادہ حصہ امام اکبر شمس الدین (۱۸۷۲ء — ۱۹۳۶ء) کا تھا۔ یہ اس زبان میں تفسیر قرآنِ پاک کا آسان ترین نسخہ تھا جس سے وہاں کے مسلمانوں نے خوب خوب استفادہ کیا۔

بکین میں علامہ محمد مکین نے قرآنِ حکیم کا چینی زبان میں ترجمہ شائع کیا۔ یہ چینی اور غیر چینی تمام مسلمانانِ عالم کے لیے ایک عظیم اور گراں قدر تحفہ تھا۔ اس کو اتنا عام کیا گیا کہ اس مصحف شریف کا نسخہ حاصل کرنا کسی بھی چینی مسلمان کے لیے مشکل نہ تھا۔ اب بھی جو شخص دینِ اسلام کی تعلیمات و ادب کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے، بلاشبہ یہ نسخہ قرآن اس کے لیے بہت مفید ہے، کیونکہ اس میں دینِ حنیف کے احکامات و اصول کو واضح شکل میں پیش کیا گیا ہے۔

متعدد اسلامی علوم کے لیے ۱۹۳۱ء میں چینی طلباء کا ایک وفد مصر گیا تھا اور انھوں نے مشہورِ عالم ازہر یونیورسٹی میں داخلہ لیا تھا۔ اس وفد میں عبد الرحمٰن فاچونگ بھی شامل تھے، جو ایک سرگرمِ عمل چینی مسلمان ہیں۔ علامہ محمد مکین جب جامعہ ازہر سے تکمیلِ علم کے بعد واپس وطن آئے تو انھوں نے اسلامی موضوعات پر کئی کتابیں تصنیف کیں اور متعدد اسلامی کتب کے چینی زبان میں ترجمے کیے۔ قرآنِ حکیم کے چینی ترجمہ پر انھوں نے دس سال سے زیادہ عرصہ

صرف کیا۔ ۱۹۵۲ء تک وہ آٹھ پاروں کے ترجمہ سے فارغ ہو چکے تھے۔ اور باقی پاروں کا ترجمہ بھی انھوں نے اپنی وفات سے قبل کرلیا تھا۔ یہ ترجمہ ان کی لگاتار محنت و مشقت کا بہترین ثمر ہے، اور انھوں نے اپنی تمام تر ذہنی صلاحیتیں اس ترجمہ کے نکھارنے میں کھپادی ہیں۔

چینی مسلمان جب سے قرآنِ حکیم پر ایمان لائے ہیں، یہ مقدس کتاب ہر چینی مُسلم گھرانے میں ضرور پائی جاتی ہے۔ دلہنوں کو جہیز میں بھی قرآنِ حکیم کے نسخے دیئے جاتے ہیں۔ مسلمانانِ چین کی قرآنِ مجید سے محبت کا یہ عالم ہے کہ وہ آیاتِ قرآنی کو خوبصورت تختیوں پر لکھ کر کمروں میں آویزاں کرتے ہیں اور مصحفِ پاک کو بے وضو ہاتھ نہیں لگاتے۔ ان کا عمل قرآنِ مجید کی اس آیت پر ہے:

"لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ"

"اس (قرآنِ مجید) کو پاکیزہ لوگ ہی چھُوتے ہیں!"

۱۹۴۹ء میں چین کو آزادی ملی اور عوامی جمہوریہ چین کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے دستور میں دینی معتقدات کی آزادی کو شامل کیا گیا۔ یہ آزادی اس قرارداد کے عین مطابق تھی، جو چین کی اسلامی تنظیم نے پکین میں اسلامک انسٹی ٹیوٹ کے ۱۹۵۵ء میں افتتاح کے وقت پیش کی تھی۔ اس اسلامک انسٹی ٹیوٹ کے قیام کا مقصد ایسے علماء تیار کرنا تھا جو عربی اور چینی دونوں زبانوں پر دسترس رکھتے ہوں۔ اس انسٹی ٹیوٹ کا نصابِ تعلیم و تربیت قرآنِ حکیم، حدیث شریف اور عربی زبان پر مشتمل تھا۔

پھر ۱۹۶۰ء میں اسی اسلامی ادارے میں تحقیقاتِ علومِ اسلامیہ کا ایک شعبہ کھولا گیا، جس میں کتاب و سنت کی تعلیم و تدریس ہوتی تھی۔ اس ادارے کو خاطر خواہ کامیابی نصیب ہوئی اور مستند علماء کا ایک گروہ تیار ہوا۔ گو بعض نادان دوستوں نے ۱۹۸۱ء میں ادارہ کے معاملات میں بدنظمی پیدا کی، تاہم اس پر جلد قابو پا لیا گیا ــــ چنانچہ اپنی روایتی شان کے ساتھ یہ آج بھی دینی تبلیغی فرائض سرانجام دے رہا ہے۔